مولانا محمد تقی امینی

# قرآنی علم و فہم کا درجۂ حکمت

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا کے ناظم سنی دینیات، مولانا محمد تقی امینی صاحب نے یہ قابل قدر علمی مقالہ انجمن کے تحت منعقد ہونے والے "محاضرات قرآنی" (منعقدہ ۱۹ تا ۲۲ مارچ ۸۲ء) کے لئے ارسال کیا تھا موضوع کی مناسبت سے اس مقالے کو حکمت قرآن کے اس پہلے باقاعدہ شمارے میں شامل کیا جارہا ہے (ادارہ)

قرآن حکیم اللہ رب العزت کی کتاب ہے۔ اس کی عظمت و بڑائی اور گہرائی و گیرائی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کی یہ نسبت ہی کافی ہے۔ "حکمت" قرآنی علم و فہم کا نہایت اونچا درجہ ہے۔ جس پر اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا اور اس کی تعلیم کو نبوت کا فرض منصبی قرار دیا۔ پھر جس کو جس درجہ اور جس گوشہ میں رسول اللہ سے زیادہ مناسبت ہوئی اس کے لحاظ سے وہ حکمت کی تعلیم سے بہرہ ور ہوا۔ چنانچہ جن آیتوں میں آپ کے فرائض کا تذکرہ ہے، ان میں صلاحیتوں کی کمی بیشی کے لحاظ سے قرآنی علم و فہم کے درجوں کیطرف بھی اشارہ ہے اور حکمت کو آخری درجہ قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً دعاءِ ابراہیمی میں ہے:۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیٰتك ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انك انت العزیز الحکیم [1]

اے ہمارے پروردگار ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیجئے جو انہیں آپ کی آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی تربیت (تزکیہ) کرے۔ بیشک آپ غالب اور حکمت والے ہیں۔

انسان پر احسانِ عظیم کے ذکر میں ہے:۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب

بیشک اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا۔ کہ انمیں ایک رسول انہیں میں سے بھیجا۔ جو انکو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے۔ ان کو پاک و

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹

| | |
|---|---|
| والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین [1] | صاف (تربیت و تزکیہ) کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ |

اللہ کی صفات بڑے کارلانے کے ذکر میں ہے

| | |
|---|---|
| ھوالذی بعث فی الامّیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین [2] | اللہ ہی نے امّیوں میں انہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک و صاف (تزکیہ و تربیت) کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک یہ لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے |

اوپر اللہ کی چار صفتیں ذکر کی گئی ہیں

(۱) الملک۔ وہ حقیقی فرمانروا ہے اس لئے وہ ہدایات و فرامین بھیجتا ہے۔
(۲) القدوس۔ وہ پاک و صاف ہے۔ اس لئے پاکی و صفائی (تزکیہ) کا حکم دیتا ہے۔
(۳) العزیز۔ وہ غلبہ والا ہے۔ اس لئے قانون و شریعت کی تعلیم دیتا ہے۔
(۴) الحکیم۔ وہ حکمت والا ہے۔ اس لئے وہ حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ نمو پذیر زندگی اور ترقی پذیر معاشرہ سے قانون و شریعت کا ربط قائم رہے۔

مذکورہ فرائضِ منصبی کی آیتوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہنی و فکری استعداد کے لحاظ سے قرآنی علم و فہم کے تین درجے ہیں۔

(۱) تلاوتِ آیات (ترجمہ و سرسری مطلب جان لینا) کا درجہ جو اہلِ عرب کو حاصل تھا۔ اور غیر اہلِ عرب کو بار بار ترجمہ و تفسیر دیکھتے و پڑھتے رہنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔
(۲) تعلیمِ کتاب (مفہوم متعین کرکے اس کو برمحل منطبق کر لینا) کا درجہ جو سورت کے موضوع اور حالات و قرائن میں نظر ڈالتے رہنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسمیں عربی زبان دانی کے ساتھ غور و فکر کی بڑی اہمیت ہے اور سوچنے والے دماغ ہی کو یہ درجہ

---

[1] سورۂ آلِ عمران آیت ۱۶۴ [2] سورۂ جمعہ آیت ۲

حاصل ہوتا ہے۔

(۳) تعلیم حکمت (گہرائی و تہہ تک پہونچنے اور اسرار و رموز سے واقفیت حاصل کرنا) کا درجہ جو انسان و سماج کے حالات اور قرآنی آیات میں مسلسل غور و فکر کرتے رہنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسمیں خاص قسم کی ذہنی رسائی و فکری بلندی درکار ہے۔ جو تخلیقی ذہن و فکر کے بغیر بہت کم پائی جاتی ہے۔

پہلے درجہ کا زیادہ ظہور ہدایات و فرامین اور قصص و امثال میں ہوتا ہے۔ دوسرے کا شریعت و قانون اور تیسرے کا اخذ و استنباط میں ہوتا ہے۔

ذیل میں اس درجہ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

**حکمت کی تکوین:** قرانی علم و فہم کا ہر درجہ اگرچہ شعور عقل و شعور قلب کے مجموعہ سے وجود میں آتا ہے لیکن حکمت کی تکوین جس قوت سے ہوتی ہے۔ اسمیں خاص طور سے دونوں کا اعلیٰ درجہ ملحوظ ہوتا ہے۔ جو فطری ذوق و خلقی وجدان کے بغیر خاطر خواہ نتیجہ نہیں برآمد کرتا۔ عقل کی طرح قلب بھی شعور رکھتا ہے۔ اگرچہ دونوں کی نوعیت و کیفیت میں فرق ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی بہت سی آیتوں میں شعور قلب کو بھی سمجھ بوجھ کا ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً:-

| | |
|---|---|
| لهم قلوب لا يفقهون بها[1] | انکے پاس دل ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔ |
| ام على قلوب اقفالها[2] | کیا ان کے دلوں پر تمہ پڑے ہوئے ہیں |
| نطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون[3] | انکے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے۔ وہ سمجھتے نہیں ہیں۔ |
| ختم الله على قلوبهم[4] | اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔ |

ان آیتوں میں اُس شعور سے انکار کیا گیا ہے جس کا تعلق قلب سے ہے۔ شعور عقل سے انکار نہیں کیا گیا۔

حکمت کی تکوین میں اعلیٰ درجے کے مجموعہ کی جھلک اس کی تعریف، تعبیر، تشریح اور شرائط و آداب ہر ایک میں دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً

---

[1] سورۂ اعراف آیت ۱۷۹ [2] محمد آیت ۲۴ [3] منافقون آیت ۳ [4] بقرہ آیت ۷

حکمت کی تعریف | تعریف یہ ہے

| | |
|---|---|
| ھی اسم القوۃ الجامعۃ لرزانۃ العقل والرای وشرافۃ الخلق الناشئۃ منہا[1] | حکمت ایسی قوت کا نام ہے جو عقل و رائے کی پختگی اور اس سے نشو و نما پانے والی اخلاقی شرافت کو جامع ہے |

اس تعریف کی تائید قرآن حکیم کی اُن متعدد آیتوں سے ہوتی ہے جن میں انبیاء علیہم السلام کو حکمت دیئے جانے کا ذکر ہے۔ لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعہ میں حکمت کا ایک اہم اثر و نتیجہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ

| | |
|---|---|
| واتینٰہ الحکمۃ وفصل الخطاب[2] | ہم نے داؤد کو حکمت و فیصلہ کُن بات دی |

فصل الخطاب سے مراد

| | |
|---|---|
| وھو القول الحق الواضح عند العقل والقلب[3] | وہ حق بات جو عقل و قلب دونوں کے نزدیک واضح ہو۔ |

جس طرح قولِ فیصل حکمت کے آثار میں سے ہے۔ اسی طرح اخلاق کی پاکیزگی اور حسنِ ادب بھی اس کے آثار میں سے ہے۔

حکمت کی تعبیر | حکمت کی تعبیر شرحِ صدر، القاءِ ربانی، علم لدنی اور نور وغیرہ الفاظ سے کی جاتی ہے۔ مثلاً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرح صدر کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| ھو نور یقذفہ اللہ فی القلب[4] | وہ ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ سینہ میں ڈالتا ہے۔ |

امام مالکؒ کے اس قول سے مزید وضاحت ہوتی ہے:۔

| | |
|---|---|
| الحکمۃ والعلم نور یھدی بہ اللہ | حکمت اور علم نور ہے اللہ جس کو چاہتا ہے |

---

[1] المعلم عبدالحمید فراہی مفردات القرآن ۱۵ — [2] آیت ۲۴ — [3] عبدالحمید فراہی مفردات القرآن

[4] الغزالی المنقذ من الضلال

من یشاء ولیس بکثرۃ المسائل[1] — اس کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ وہ زیادہ مسائل جاننے کا نام نہیں ہے

امام غزالیؒ نے اس نور کو "مفتاح" سے تعبیر کیا ہے

وذالک النور وھو مفتاح اکثر المعارف[2] — یہ نور اکثر معارف کی کنجی ہے

**حکمت کی تشریح** حکمت کی تشریح دینی معرفت، دینی عقل، گہری سمجھ (فقہ نفس) ملکہ، علم اسرار دین، علم و عمل، قول صواب و فعل صحیح وغیرہ سے کیجاتی ہے۔ جو بجائے خود اس کی ماہیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ اس کی تکوین میں شعور عقل و قلب کے اعلیٰ مجموعہ کے ساتھ فطری ذوق و خلقی وجدان کو بھی دخل ہے جو عطیہ ربانی و فضل ایزدی ہے۔ جیسا کہ اس کی تائید ان تشریحات سے ہوتی ہے۔

ائمہ لغت نے اس کی تشریح یوں کی ہے

الحکمۃ اصابۃ الحق بالعلم والعقل[3] — علم و عقل کے ذریعے حق تک پہونچنے کا نام حکمت ہے۔

الحکمۃ عبارۃ عن معرفۃ افضل الاشیاء بافضل العلوم[4] — افضل اور بہتر چیز کو بہترین علم کے ذریعہ جاننا حکمت ہے۔

مفسرین سے یہ تشریح منقول ہے:-

| | |
|---|---|
| وضع کل شیئ موضعہ ، | ہر شئے کو اس کے مناسب محل میں رکھنا ، |
| معرفۃ الاشیاء بحقائقھا ، | حقائق اشیاء کی معرفت ، |
| الفصل بین الحق والباطل ، | حق و باطل کے درمیان فیصلہ کی قوت ، |
| الاصابۃ فی القول والعمل[5] ، | قول و عمل میں صحیح رائے تک پہونچنا ، |

---

[1] ابن عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ قولہ لاحسد الا فی اثنین [2] غزالی المنقذ من الضلال ص۳ [3] راغب اصفہانی: المفردات فی غریب القرآن [4] محمد بن مکرم انصاری: لسان العرب [5] علاء الدین علی تفسیر خازن ص۸۶ و تفسیر تفسیر مظہری ج۲

ما یکمل نفوسھم من المعارف و الاحکام — وہ معارف واحکام جن سے نفوس انسانی کمال کو پہونچیں۔

ان کے علاوہ بھی بہت سی تشریحات مفسرین سے منقول ہیں مثلاً

انوار قلوب کی معرفت اور اسرار عیوب سے واقفیت، نفس اور شیطان کی دقیقہ رسی سے آگاہی۔ شیطانی اور انسانی تقاضوں میں امتیاز کی قوت، عقل کی رہنمائی اور قلب کی بصیرت، برائیوں کی صحیح نشاندہی کے بعد علاج کی صحیح تدبیریں مخلوق کے احوال کا علم، خاص قسم کی فراست[۱]

مجاہد تابعیؒ اور امام مالکؒ سے یہ تشریح منقول ہے۔

انھا معرفۃ الحق والعمل بہ والاصابۃ فی القول والعمل[۲] — حق کی معرفت اس پر عمل اور قول وعمل میں درستی کو پہونچنے کا نام حکمت ہے۔

ابن قیمؒ نے اس کو احسن کہا ہے

واحسن ما قیل فی الحکمۃ[۳] — حکمت کے باب میں جو کچھ کہا گیا اس میں یہ احسن ہے۔

ابن مسکویہؒ نے حکمت کے تحت یہ چیزیں بیان کی ہیں

"ذکاوت وذہانت، سرعت فہم، ذہن کی صفائی، عقل کی رسائی اور سہولت تعلم"

پھر اس کے بعد کہا ہے

وبھذہ الاشیاء یکون حسن الاستعداد للحکمۃ[۴] — ان ہی چیزوں کے ذریعہ حکمت کی حسن استعداد پیدا ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ سے یہ تشریح منقول ہے۔ ھو علم اسرار الدین الباحث عن حکم الاحکام ولمیاتھا واسرار خواص الاعمال ونکاتھا[۵] وہ اسرار دین کا علم ہے جو احکام کی لم اور علت سے بحث کرتا ہے اور اعمال کے خواص و باریکیوں تک پہونچاتا ہے۔

---

[۱] عرائس فی حقائق القرآن ص۱۶ [۲] ابن القیمؒ: مدارج السالکین وتفسیر قیم و انزل اللہ ..... الخ [۳] ایضاً [۴] تہذیب اخلاق ص۸ [۵] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ مقدمہ ص۳

پھر اس پر قابو پانے کے لئے ذہنی رسائی و فکری بلندی کا ذکر اس طرح کیا ہے ۔

وَقَادالطبیعة سیال القریحه[1] — روشن دماغ اور رسا ذہن ہو ۔

وقّاد اور سیّال دونوں مبالغے کے صیغے ہیں جن کی افادیت تخلیقی صلاحیت تک پہنچتی ہے ۔ مذکورہ تعبیر و تشریح کے الفاظ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاً یہ سب ایک ہی حقیقت کو واضح کرنے والے اور ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ فرق صرف الفاظ کے انتخاب میں ہے ۔ کسی نے شعور قلب کی مناسبت کو ملحوظ رکھا۔ کسی نے شعور عقل کی مناسبت کو اور کسی نے عقل و قلب دونوں کے شعور کا لحاظ کیا ۔

حکمت کے شرائط :۔ قرانی حکمت کے شرائط میں تزکیۂ نفس اور فکر آخرت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ تزکیہ میں عقائد و خیالات کی صفائی اور اعمال و اخلاق کی درستی دونوں شامل ہیں یعنی غلط نظریات و عقائد سے شیشۂ دل و آئینہ دماغ کی صفائی کر کے صحیح اصول و نظریات ان کی جگہ بٹھائے جائیں ۔ اسی طرح بُرے اخلاق و گندے اعمال سے ہٹا کر اچھے اعمال و عمدہ اخلاق کا خوگر بنایا جائے ۔ اس طرح تزکیہ کے ذریعے لازمی طور سے عقل و قلب کی فطری صلاحیتوں کو نشو و نما پانے کا موقع ملے گا۔ جس کی بنیاد پر لغت کے ماہرین نے اس کے معنی ہی "ابھارنا اور نشوونما دینا" کئے ہیں ۔ چنانچہ مذکورہ فرائض منصبی کی آیتوں میں لفظ ویزکیھم (اللہ کا رسولؐ انکا تزکیہ کرتا ہے) بھی ہے جس کا مادہ زکاءٌ ہے ۔

الزکاء النماء والسریع[2] — زکاء کے معنی بڑھنا اور تر و تازہ ہونا

اصل الزکاۃ النمو الحاصل عن برکۃ اللہ[3] — زکاء کی اصل وہ بڑھوتری ہے جو اللہ کی برکت سے حاصل ہو ۔

یہ لفظ سورۂ آل عمران آیت ۱۶۴ اور سورۂ جمعہ آیت ۲ میں علم و فہم کے پہلے درجہ (تلاوت آیات) کے بعد ہے جس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ تزکیہ قرانی علم و فہم کے ہر درجہ میں مطلوب ہے ۔ لیکن سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹ (دعاءِ ابراہیمی) میں علم و فہم کے آخری درجہ (حکمت) کے بعد ہے ۔ جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ دعا و درخواست کے موقع پہ کام کی ترتیب

---

[1] شاہ ولی اللہ : حجۃ اللہ البالغہ مقدمہ ص۳ [2] محمد بن مکرم انصاری (ابن منظور) لسان العرب ج ۱۴ [3] راغب اصفہانی : المفردات فی غریب القرآن

نہیں ملحوظ ہوتی ۔صرف تفصیل ملحوظ ہوتی ہے ۔جبکہ قبولیت واجابت کا موقع اس کا پابند ہوتا ہے کہ مسائل کی مصلحت کے پیش نظر کام کی ترتیب ملحوظ رکھے ۔

حکمت چونکہ علم وفہم کا نہایت اونچا درجہ ہے ۔اس بنا پر لازمی طور سے اس کے لئے خاص تزکیہ مطلوب ہے جو ذہنی وفکری آبگینہ میں وہ چمک پیدا کر دے جو قرآنی حکمت کے لئے درکار ہے ۔یہ خاص تزکیہ عام حالات میں نہیں تکمیل کو پہونچتا ۔بلکہ اس کے لئے کچھ خاص حالات (جو افراد واشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں) ہوتے ہیں ۔جن کے ذریعے یہ تکمیل کو پہونچتا ہے ۔ثبوت میں حضرات انبیاء علیہم السلام و دیگر صاحب حکمت کی زندگیاں پیش کی جاسکتی ہیں ۔

فکر آخرت کے ذریعے قوت حکمت کا رشتہ سرچشمہ حکمت (اللہ ربّ العزّت) سے قائم ہوتا اور نورانی دنیا سے ربط وتعلق پیدا ہوتا ہے ۔پھر ادھر سے علم وعرفان اور فیوض وبرکات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے ۔

جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| مازھد عبد فی الدنیا الا انبت اللہ الحکمۃ فی قلبہ [۱] | جس بندے نے دنیا میں زہد اختیار کیا (بے رغبت رہا) تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت اگائے گا ۔ |

دوسری جگہ ہے ۔

| | |
|---|---|
| اذا رائیتم العبد یعطی زھدا فی الدنیا وقلۃ منطق فاقتربوا منہ فانہ یلقی الحکمۃ [۲] | جب کسی بندہ کو دیکھو کہ اس کو دنیا میں زہد (بے رغبتی) عطا کیا گیا اور بولنا کم ہے تو اس کی صحبت اختیار کرو کہ اسمیں حکمت کا القاء ہوتا ہے ۔ |

ایک اور موقعہ پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سینہ میں نور داخل ہونے کی یہ علامت بیان فرمائی

| | |
|---|---|
| التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی | دار الغرور (دنیا) سے الگ رہنا (دل نہ |

---

[۱،۲] مشکوٰۃ کتاب الرقاق

| | |
|---|---|
| دارالخلود والاستعداد للموت قبل نزوله[1] | لگانا) دارالخلود (آخرت) کی طرف متوجہ رہنا اور موت سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔ |

**حکمت کے آداب:** قرآنی حکمت کے آداب میں اللہ کے بندوں کے ساتھ محبت و شفقت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں صبر و ضبط، سخاوت و قناعت، نرم دلی و دلسوزی اور ایثار و قربانی وغیرہ اوصاف شامل ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

| | |
|---|---|
| یؤتی الحکمة من یشاء ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا[2] | اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت عطا ہوئی وہ خیر کثیر سے نوازا گیا۔ |

یہ آیت بندوں پر خرچ کرنے اور اس راہ کی شیطانی وساوس سے بچنے کی تاکید کے بعد ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا اثر و نتیجہ عطیۂ حکمت کی شکل میں بھی نمایاں ہوتا ہے۔

اسی طرح حکمت کے آداب میں ان اوصاف ذمیمہ سے بچنا ہے جو قساوت قلبی پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً کبر و نفاق، بغض و حسد، غیبت و برائی، حرص و طمع وغیرہ جیسا کہ قرآن و حدیث میں ان کے جو اثرات بیان ہوئے ہیں۔ ان سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

**حکمت کے استعمال میں فرق:** مذکورہ تفصیل سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآنی حکمت کا مفہوم اردو کے مفہوم سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ کیونکہ اس کے لئے شعور کی مروجہ انسانی تصور سے کچھ اونچی سطح درکار ہے۔ جبکہ اردو میں شعور و عقل کا اونچا درجہ کفایت کرتا ہے۔ پھر اردو میں وہ فراست ملحوظ نہیں ہوتی جو شعور کے تزکیہ کی راہ سے آتی ہے۔ اور آداب کی بجاآوری سے اس کی قوت پرواز میں اضافہ ہوتا ہے۔ جبکہ اس میں ان دونوں کو خصوصی مقام حاصل ہے

**حکمت کے میدان کا دائرۂ کار** قرآنی حکمت کی تکوین میں اگرچہ شعور عقل و قلب کا اعلیٰ مجموعہ ہوتا ہے۔ لیکن دیگر نفسی قوتوں اور باہمی مناسبتوں کو سامنے رکھ کر قدرت جس (عقل یا قلب کے شعور) کو زیادہ ابھارتی اور جس سے متعلق کام

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الرقاق [2] سورہ البقرۃ آیت ۲۶۹

کے زیادہ مواقع فراہم کرتی ہے پس اس کے لحاظ سے حکمت کے میدان کا دائرہ کار متعین ہوتا ہے۔ اور کام کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عارفین اور راسخین (علم میں) دونوں میں حکمت کی قوت موجود ہوتی ہے۔ لیکن عارفین کا میدان شعور قلب سے زیادہ تعلق رکھتا ہے۔ جبکہ راسخین کا میدان شعور عقل سے زیادہ تعلق رکھتا ہے۔

چنانچہ راسخین کی حکمت علم کے میدان میں زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔ جبکہ عارفین کی حکمت تزکیے کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیتی ہے اور یہ واقعہ ہے کہ ہر ایک کی بات اپنے اپنے میدان و دائرہ ہی میں زیادہ وزن دار بنتی ہے۔

**حکمت کے سب سے اونچے اور جامع درجہ پر رسول اللہ فائز تھے**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی حکمت کے سب سے اونچے درجہ پر فائز اور ہر میدان و دائرہ کے جامع تھے اور بڑی بات یہ کہ سب میں توازن برقرار رکھے ہوئے تھے۔ جس کی بنا پر ہر میدان و دائرہ کی بات وزن دار اور افراط و تفریط سے پاک تھی۔

قرآن حکیم میں اس کی تعبیر اس طرح ہے۔

| | |
|---|---|
| انا انزلنا الیك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما اراك الله [1] | اے نبیؐ! ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھایا |

ما اراك الله (جو اللہ نے آپ کو دکھایا) اصلاً شعورِ نبوت ہے [2]۔ جس کے تکوینی اجزا میں کمالِ حکمت کی قوت شامل ہے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقام پر یہی تعبیر اختیار فرمائی ہے انی اری مالا ترون [3]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قوت کی حفاظت و نگرانی ہوتی تھی۔

---

[1] سورۂ نساء آیت ۱۰۵ [2] شعورِ نبوت کی تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب "حدیث کا درایتی معیار" دیکھئے [3] ترمذی و ابن ماجہ ابواب الزھد

واصبر لحکم ربك فانك باعيننا [1] — آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے۔ آپ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔

ولولا ان ثبتنٰك لقد كدت تركن اليهم شيئًا قليلا [2] — اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے

اسی بنا پر حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

ويقولن قضيت بما ارٰني الله تعالىٰ فان الله تعالىٰ لم يجعل ذالك الا لنبيه واما احدنا فرايه يكون ظنًا لاعلم [3] — کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے اس کے مطابق فیصلہ کیا جو اللہ نے مجھے دکھایا۔ کیونکہ یہ مقام صرف نبیؐ کے لئے خاص ہے۔ ہم لوگوں کی رائے ظن کے درجہ میں ہوتی ہے نہ کہ علم کے درجہ میں۔

امام فخر الدین رازی نے مذکورہ آیت میں علم کو رویت سے تعبیر کی یہ وجہ بیان کی ہے۔

لان العلم اليقيني المبرا عن جهات الريب يكون جاريا مجرى الرويه فى القوة و الظهور [4] — وہ علم یقینی جو شک کو دور کرنیوالا ہے قوت اور ظہور میں رویت (دیکھنے) کے قائم مقام ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قوت حکمت چونکہ ان اوصاف کے ساتھ متصف ہے۔ اس بنا پر قرآنی حکمت میں اس کو معیار اور سند کا درجہ حاصل ہے۔ کسی اور کی قوت کو یہ درجہ حاصل نہیں ہے۔ غالباً اسی بنا پر امام شافعیؒ وغیرہ نے مذکورہ فرائض منصبی کی آیات (ويعلمهم الكتب والحكمة) میں حکمت کی تفسیر سنّتِ نبویؐ کی ہے۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں:۔

واما الحكمة المقرونة بالكتاب فهى السنه كذالك قال الشافعى وغيره من الائمه [5] — جو حکمت کتاب کے ساتھ مذکور ہے اس سے مراد سنّت ہے۔ امام شافعیؒ اور دوسرے اماموں نے یہی کہا ہے۔

---

[1] سورہ طور آیت ۴۸ [2] سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۴ [3] فخر الدین رازی تفسیر کبیر جزء ثالث نساء آیت ۱۰۵ و محمد عبدہ مصری تفسیر المنار جزء خامس نساء آیت ۱۰۵ [4] فخر الدین رازی تفسیر کبیر جزء ثالث نساء آیت ۱۰۵

جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآنی حکمت کا اولین مظہر بطور نمونہ سنت نبوی ہے کہ اس کو معیار بنا کر قوت حکمت کے ذریعہ اخذ و استنباط کا سلسلہ جاری رہے اور اس کے ذریعہ نمو پذیر زندگی و ترقی پذیر معاشرہ کی رہنمائی ہوتی رہے ۔ یہ مطلب نہیں کہ قرآنی حکمت تمام تر سنت نبوی ہے کہ اس کے بعد غور و فکر اور اخذ و استنباط کا دروازہ بند ہو گیا ہے ۔ یہ قرآن حکیم کی آیت کے خلاف ہے ۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون[1]

ہم نے آپ پر الذکر (قرآن) اتارا کہ جو لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے ۔ آپ ان کے سامنے بیان کر دیں تاکہ وہ خود غور و فکر کریں ۔

"لعلھم یتفکرون" کے ذریعہ ایسے تمام لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے جو اس کی صلاحیت رکھتے اور اخذ و استنباط کر سکتے ہیں ۔

پھر محققین کے نزدیک اخذ و استنباط کے لحاظ سے کسی بھی موضوع سے متعلق قرآنی آیتوں کی مقدار حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے ۔ جو ذہنوں اور طبیعتوں نیز حالتوں اور ضرورتوں کے لحاظ سے مقدار میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے ۔ ابن دقیق العید کہتے ہیں

مقدار آیات الاحکام لا تنحصر فی ھذا العدد بل ھو یختلف باختلاف القرائح والاذھان وما یفتحہ اللہ من وجوہ الاستنباط ولراسخ فی علوم الشریعۃ یعرف ان من اصولھا واحکامھا ما یوخذ من موارد متعددۃ حتی الآیات الواردۃ فی القصص والامثال[2]

آیات احکام کی مقدار اس عدد (دو سو یا پانچ سو یا کچھ زیادہ) میں محدود نہیں ہے بلکہ طبیعتوں اور ذہنوں کے اختلاف سے مقدار مختلف ہوتی ہے ۔ جن حضرات پر اللہ نے وجوہ استنباط کے دروازے کھولے اور جنکو علوم شرعیہ میں رسوخ حاصل ہے وہ جانتے ہیں کہ بہت سے اصول و احکام متعدد جگہوں سے حاصل ہوتے ہیں حتی کہ ان آیتوں سے بھی جو قصص و امثال میں وارد ہوئی ہیں ۔

---

[1] ابن قیم مدارج السالکین وتفسیر قیم وانزل اللہ علیک الکتب والحکمۃ آیت ۱۱۳ [illegible] آیت ۴۴

[2] علال فاسی مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ القرآن

**حکمت کے درجات:** حکمت کے بہت سے درجے اور مرتبے ہیں جو جس درجہ اور جس گوشہ میں اس کی قوت رکھتا ہے۔ اسی کی مناسبت سے وہ درجہ حکمت پر فائز ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

| | |
|---|---|
| یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا [1] | اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت عطا ہوئی وہ "خیر کثیر" سے نوازا گیا۔ |

اور حدیث **لکل حدٍّ مطلع** [2] (ہر حد کے لئے واقفیت کے مقام ہیں) میں غالباً درجات کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ "مطّلع" اس روشندان کو کہتے ہیں جو بلندی پر ہوتا اور جس کے ذریعہ چیزوں سے واقفیت حاصل کی جاتی ہے اسی طرح حکمت کے ذریعہ بلندی پر پہنچ کر اور متعلقہ چیزوں سے واقفیت حاصل کرکے گہرائی تک رسائی حاصل کی جاتی اور پھر سارے پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مبصرانہ حیثیت سے گفتگو ہوتی ہے۔

حکمت کی تکوین چونکہ شعور عقل اور شعور قلب کے مجموعہ سے ہوتی ہے اور دونوں طبعی خصوصیات و بشری کمزوریوں سے خالص و بے آمیز نہیں ہوتے ہیں۔ اس بنا پر قوت حکمت کو اپنی رہنمائی کے لئے ایک بلند و برتر شعور کی ضرورت ہے کہ جس کے ذریعے اپنے فیصلہ و نتائج میں نکھار و جلاء پیدا کر سکے اور جس کا دامن عصمت اس کے لئے ذریعہ نجات بن سکے۔ یہ رہنما شعور نبوت ہے کہ انسانوں کی دنیا میں اس سے زیادہ کسی اور کے خالص و بے آمیز ہونے کی ضمانت نہیں ملتی۔ اس شعور سے رہنمائی حاصل کرنے کا براہ راست سلسلہ ختم نبوت کے ساتھ اگرچہ ختم ہو گیا لیکن اس سے حاصل شدہ علم و حکمت کی دونوں قسمیں موجود و محفوظ ہیں۔

(۱) وہ علم و حکمت جو برتر شعور یا نور سے تعلق جوڑ کر حاصل کیا گیا۔ جس کا تعلق خارجی و ماورائی حقیقت سے ہے۔ اس کا اصطلاحی نام "قرآن" ہے۔ والقرآن یفسر بعضہ بعضاً (قرآن کا ایک حصہ خود دوسرے حصے کی تفسیر کرتا ہے)

(۲) وہ علم و حکمت جو نبوت کے خلقی وجدان و داخلی شعور کا نتیجہ اور قرآن کی معنوی دلالت سے حاصل کیا ہوا ہے اس کا اصطلاحی نام حدیث و سنت ہے۔

---

[1] سورہ بقرہ آیت ۲۶۹ [2] مشکوٰۃ کتاب العلم

شعورِ نبوت کو رہنما بنانے کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ حکمت میں خفا ہوتا ہے اس کا انضباط مشکل ہوتا ہے اور اس کے لئے قلب و دماغ کے آبگینہ کی خاص چمک درکار ہوتی ہے۔ جو سخت مرحلات و ریاضات کے بعد ہی نمودار ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں توازن برقرار رکھنے کے لئے کسی برتر شعور کی رہنمائی قبول کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔

اس رہنمائی کی ضرورت راسخین (علم میں) اور عارفین سبھی کو ہے۔ جس کے ذریعہ ہر ایک کی حکمت اپنی چاک دامنی کے لئے رفوگری کا سامان مہیا کر کے فائز المرام ہو گی اور جس کسی کی حکمت سے اس پر زد پڑتی ہو گی۔ وہ قرآنی حکمت کہلانے کی مستحق نہ قرار پائے گی۔ خواہ وہ بڑے سے بڑے راسخ فی العلم اور عارف باللہ کی حکمت ہی کیوں نہ ہو۔


# قرآنِ حکیم
کی
# سورتوں کا اجمالی تجزیہ

(سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الکہف)

فہم قرآن کیلئے ایک کلید!

ڈاکٹر اسرار احمد

کی نشری تقاریر پر مبنی ایک اہم تصنیف

اعلیٰ سفید کاغذ، عمدہ کتابت اور دیدہ زیب طباعت

ہدیہ : -/۸ روپے